

Registered

L. No. 89.

نور افشاں

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آ کے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

نمبر (۳۲) مطبوعہ ۵- اگست ۱۹۰۴ء بروز جمعہ جلد (۳۲)

گذشتہ اخبار

روس میں برٹش سفیر سر چارلس ہارڈنگ نے ایک نائٹ کمانڈر نامی جہاز کے ڈوب جانے پر روسیوں سے شرائط باندھی ہیں ٭ **پورٹ آرتھر** پر سخت حملہ کیا جا رہا ہے۔ افواہ ہے کہ وہ مقام گر پڑا ہے ٭ **روس نے انگریزوں** سے لڑائی شروع کر دی ہے اب برطانیہ کو اسکی سرکوبی ضرور کرنی چاہئے ٭ **اردووا نام** جہاز جو روس نے پکڑا ہے اسپر ۵۰۰ ٹن بارود تھی وہ امریکن مال تھا نہ کے جاپانی ٭ **جاپانیوں کو** ۲۶ تاریخ کو ایک تازہ فتح نصیب ہوئی۔ نواح تاشی چیاؤ سے ۱۲ ہزار روسیوں کو بھگا دیا ہے ٭ **جنگ متواتر** تقریباً چودہ گھنٹہ تک ہوتی رہی۔ جاپانی فوجیں یہاں کی بلندیوں پر قابض ہوگئیں ٭ **ماسکو کا ایک** روسی اخبار رقمطراز ہے کہ جنرل کرکی کی فوج نے روسیوں کو آگے ہٹا دیا ہے اور موکڈن کی طرف بڑھ رہی ہے ٭ **جنرل کروپٹکن کی** رپورٹ سے معلوم ہوا ہے کہ روسیوں نے درہ شتائی ہیلنگ پر ۱۷ ماہ جولائی کو حملہ کیا اور آخرکار ۲۲۰۰ جانیں کھو کر پسپا ہو گئے ٭ **روٹر کا نامہ نگار** لکھتا ہے کہ پانچ روز کی لڑائی کا نتیجہ یہ ہوا کہ جاپانیوں کو آگے بڑھنے کے لئے عمدہ موقعہ مل گیا۔ روسیوں کے ہاتھ سے عمدہ عمدہ مقامات لائیو یانگ اور موکڈن کی سڑک پر سے کھوئے گئے ٭ **لارڈ کرزن کی قدر و منزلت**۔ لارڈ کرزن کی حکمت عملیوں کی اس وقت انگلینڈ میں خوب داد مل رہی ہے۔ اخبار ٹائمز رقمطراز ہے کہ خواہ لارڈ صاحب موصوف ہند میں واپس تشریف لے جائیں یا نہ لے جائیں۔ اعلیٰ سے اعلیٰ پولیٹکل عہدے ان کے لئے انگلینڈ میں موجود ہیں ٭ **جنرل میکڈانلڈ** بدل اپنے کام میں تبت کے اندر مصروف ہیں لیکن کون کہہ سکتا ہے کہ کب انہیں فراغت ہو ٭ **الہ آباد** یونیورسٹی ریزولیوشن پاس ہوا ہے کہ وہاں امیدوار امتحان انٹرنس انگریزی میں فیل ہونے پر سب میں فیل تصور کیا جائیگا ٭ **شملہ** سے ایک افسوسناک خبر آئی ہے کہ مسٹر اے۔ ڈی ایلبی صاحب ایک لائق پوسٹماسٹر تھے لیکن شکار قضا ہوئے ٭ **اکسٹرا اسسٹنٹ** کمشنران پنجاب کا امتحان مقابلہ لاہور میں ۱۳ اکتوبر کو شروع ہوگا جسکے لئے آئندہ سال صرف دو اسامیاں خالی ہونگی ٭ ٭ **جاپانی سپاہیوں** اور ملاحوں کی بیواؤں اور یتیم بچوں کے لئے ہندوستان سے اب تک کل ستر ہزار روپیہ چندہ جمع ہو چکا ہے ٭ **لاہور کے** میڈیکل کالج کے امتحان اسسٹنٹ سرجن میں ۲۵ امیدواروں میں سے ۱۱ کامیاب ہوئے۔ ایک زیر تجویز ہے ٭ **امرتسر کا ایک** ہکارہ ڈاک پانچسو روپیہ غبن کرنے کے جرم میں ماخوذ ہے ٭ **کلکتہ** میں ایک عورت اپنے بچے کے ساتھ ایک چارپائی پر سو رہی تھی۔ سوتے ہوئے ماں کے بازو سے لڑکا اچانک دب گیا اور دم گھٹ جانے سے لڑکا صبح کو مرا ہوا ملا ٭ **روسی سپاہیوں** نے ۸ مزدوروں اور ایک بڑھیا عورت کو نشانہ بندوق بنا کر مار ڈالا۔ ان مزدوروں نے ۱۸ روسی سپاہی قتل کئے تھے ٭ **روسی افسروں** کی اردو زبان کی جماعتیں تاشقند میں کھل گئی ہیں۔ ایک مولوی ٹیچر مقرر ہو کر یہاں سے چلے گئے ہیں ٭ **لاہور میں** ایک قلندر جو بھیس بدلکر بغرض فریب دہی ارتکاب جرم پھر رہا تھا انارکلی پولیس نے بجرم آوارہ گردی گرفتار کر لیا ہے ٭ **اٹلی میں** ایک عجیب گھوڑا فروخت ہوا ہے کہ جسکی مالیت ۵۰ ہزار روپیہ بیان کیجاتی ہے ٭ **گورنمنٹ ہند** نے ۱۳ کروڑ روپیہ قرض چاہا تھا ۱۸ کروڑ سے زیادہ پیش کیا گیا ٭ **کلکتہ** میں نواب صاحب ڈھاکہ پر ایک فرنگی کمپنی تاجر نے ۱۱ ہزار کی نالش دائر کی ہے ٭ **کوہ قافیوں** کا عقیدہ ہے کہ اگر وہ جسم اور لباس کی صفائی کی حالت میں دشمن کے ہاتھ سے قتل کئے جاویں تو سیدھے جنت میں چلے جاتے ہیں ٭ **روسی** صوبہ الزبتھ پول کا وائس گورنر عین بر سر بازار قتل کیا گیا قاتل اب تک ہاتھ نہیں آیا ٭ **گذشتہ** ۱۲ سال کے عرصہ میں یورپ میں ۵۰۰۰۰۰ ۷ آدمی صرف شراب کے اثر سے مرے ہیں ٭ **شکر ہے** کہ پنجاب کی تمام دیسی ریاستیں اور گیارہ ضلع طاعون سے پاک و صاف ہو گئے ٭ **آگرہ** میں افیون کے جوئے پھر چل پڑے۔ رعایا روز بروز برباد ہوتی جاتی ہے۔ توجہ درکار ہے ٭ **حضور وایسرائے بہادر** شملہ میں فائن آرٹس کی نمائش کا افتتاح ۱۵- اگست کو کرینگے ٭ **افواہ تھی** کہ پنجاب کے لاٹ صاحب پنشن حاصل کر کے چلے جائینگے پایونیر لکھتا ہے کہ فی الحال جناب ریواز صاحب کا کوئی خیال اس قسم کا نہیں ٭ **دو لفٹننٹ** کرنل اور ایک میجر کی کمیٹی کا اجلاس کانپور میں ہوگا تاکہ زین کے نمونوں کی بابت رپورٹ کی جائے ٭

ایڈیٹوریل نوٹس

الزبتھ وائلی میموریل ہال لودیانہ

ناظرین کو معلوم ہوگا کہ ماہ جنوری سن رواں میں ہمارے نہایت معزز مسیحی رئیس اور مینیجر مشن پریس لودیانہ کی والدہ کا انتقال پر ملال واقع ہوا تھا اور جسکا اعلان نورافشاں کے کسی پرچہ میں بھی کر دیا گیا تھا۔ اس معزز اور دیندار مسیحی بی بی کے خصائل اور دیگر اخلاقی فضائل اور مسیحی خدمات پر شمایل کی یادگار میں ۲۷ جولائی سن رواں کی شام کو ان کے خلف الرشید مسٹر وائلی صاحب کی طرف سے میموریل ہال کی بنیاد رکھی گئی اور پاسٹر صاحب کے ذریعہ سے بنیاد نہادی کی عبادتی رسم بڑی تزک و شان اور سرگرمی کا بیان کے ساتھ عمل میں آئی۔ حاضرین کے بشرے سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس عزیز اور معزز بی بی کی یاد ایک اور دفعہ ان کے دلوں میں ایک عجیب غم اور خوشی کی آمیز حالت کے ساتھ محسوس ہو گئی تھی۔ اگرچہ اسوقت گرمی کی بھی شدت تھی مگر پھر بھی سب کے سب اس عبادت اور عبادت کے مقصد اور مقصد کے مشار الیہ کے خیال میں نقش دیوار ہو رہے تھے۔ اس ہال کی تعمیر کا یہہ مقصد ہے کہ یہاں مسیحیوں کی خاص روحانی کارروائیاں عمل میں آیا کریں۔ یہہ معزز اور دیندار مسیحی بی بی لودیانہ کے مسیحیوں کے لئے خصوصاً اور تمام مسیحیوں کیلئے عموماً ایک نمونہ تھی۔ خدا کرے کہ ہر ایک شخص اپنے زبان اور عمل سے یہہ دعا مانگے "کاشکہ میں صادقوں کی موت مروں اور میری عاقبت ویسی ہی ہو" (گنتی ۲۳: ۱۰)۔

دیسی مسیحی سرکاری ملازمت میں

آج وہ زمانہ ہے کہ جہاں مسیحی مذہب ہند میں آگے دن ترقی کر رہا ہے وہاں مسیحیوں کی تعلیمی اور مجلسی حالت بھی دیگر اقوام سے کچھ کم نہیں ہے جیسا کہ مردم شماری سے ظاہر ہے مگر کیا وجہ ہے کہ وہ سرکاری ملازمت میں دیگر اقوام سے بہت ہی پیچھے ہٹے ہوئے نظر آتے ہیں۔ کرسچن اینڈین مینیجر کے بیان کے بموجب ایک لاکھ مسیحیوں میں سے صرف ایک ڈپٹی کالکٹر۔ ایک منصف ایک سب جج۔ ایک تحصیلدار ہے۔ پولیس انسپکٹر کوئی بھی نہیں۔ پیسہ اخبار اپنے گذشتہ ہفتہ کے پرچے میں سرکاری عہدوں کی فہرست میں یورپین۔ یوریشین۔ ہندو اور مسلمان قوموں کی تعداد پیش کرتا ہے مگر دیسی مسیحیوں کا نام نشان بھی نہیں ہے۔ ممکن ہے کہ یوریشین میں ہی انکی تعداد بھی شامل کر دی ہو تو ہماری دانست میں یہہ بڑی غلطی ہے۔ ۱۲ جولائی کے پیوپلز سرونٹ نے بھی یورپین اور یوریشین اور ہندو اور مسلمانوں کی تعداد دی ہے مگر دیسی مسیحی بیچارے کسی گنتی میں نہیں افسوس ہے۔ مگر ہمیں امید نہیں کہ ایسے باریک بین ایڈیٹر نے یوریشین اور دیسی مسیحیوں کی تعداد کو ملا دیا ہو۔ ہمارے جوان اپنی توجہ کو اسطرف مبذول فرماویں۔

انسان کا بہترین مطالعہ انسان ہے

یوں تو انسان کے مطالعہ کے لئے تمام عالم کا دفتر کھلا ہے "برگ درختان سبز در نظر ہوشیار ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار"۔ کیونکہ اس عالم کا ذرہ ذرہ خدا کے بھیدوں اور اسرار سے مملو ہے اور انسان کے لئے ہر قسم کے علوم کا مخزن بھی ہے۔ مگر چونکہ انسان اس عالم کی تمام چیزوں سے افضل تر اور بلند و بالا ہے۔ یہاں تک کہ خدا نے اسکو اپنی صورت پر اور اپنی مانند بنایا اور تمام دنیا اور اسکی مخلوقات پر حکمران معین فرمایا (پیدائش ۱: ۲۷و۲۸)۔ اور وہ سب انسان سے کمتر اور اس کے اختیار میں ہیں۔ ان تمام کا خلاصہ انسان ہے جو کچھ عالم میں سے انسان کو ملسکتا ہے وہ خود اس ہی میں مستتر ہے۔ "وہ دہشت ناک طور پر عجیب و غریب بنا ہے" (۱۳۹ زبور ۱۴) اور کسی نے کیا خوب کہا ہے "عالم میں ہے کیا جو نہیں موجود بشر میں۔ جو تخم میں مجمل ہے مفصل ہے شجر میں"۔ پس انسان کا بہترین مطالعہ انسان ہی ہے۔ اس کے لئے اپنے آپ ہی میں علم طبعی اور علم اخلاقی اور علم الٰہی کے گنج پنہانی موجود ہیں۔ سوانا یان یونان کا قول ہے کہ "اپنے آپکو جان" اور کسی اور شخص کا قول ہے "مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ"۔ یہہ مقولات بڑے عمیق اور وسیع اور دلچسپ اور معرفت کی منزل تک پہنچانیوالے ہیں۔ مگر ہم کسطرح اپنے آپکو جانیں؟ اپنے آپ سے یہہ سوالات کر کے اور انپر درست عقل سے خوض و تعمق کر کے اپنے آپکو جان سکتے ہیں۔ اور وہ سوالات یہہ ہیں کہ میں کیا ہوں؟ میں کہاں سے آیا ہوں؟ کہاں جاؤنگا؟ میرا کیا فرض اور کام ہے؟ میری کیا حالت تھی اور اب کیا ہے؟ اگر بھلی حالت ہے تو کہاں تک ہے اور اس سے کیا فائدہ ہوگا؟ اگر بری ہے تو کسطرح بھلی حالت کو از سر نو حاصل کر سکتا ہوں؟ کیا خود بخود یا کسی غیر وساطت سے؟ وغیرہ وغیرہ۔ اور انجیل میں بھی اسی مضمون کی بہت سے آیات ہیں مثلاً "انسان اپنے آپکو جانچے" (۱ قرنتی ۱۱: ۲۸)۔ "یاد کر کہ تو نے کس طرح پایا اور سنا" (مکاشفات ۳: ۳)۔ غرضکہ کتاب المقدس میں طرح بطرح حکم آیا ہے کہ انسان اپنے آپکو جانے اور پرکھے۔ انسان کا فرض ہے کہ وہ اپنے ہی آپ پر پہلے غور کرے کیونکہ جو اپنے آپ کو جسے وہ دیکھتا ہے نہیں جانتا تو خدا کو جسے وہ نہیں دیکھتا کس طرح سے جان سکتا ہے؟

روئی کو تباہ کرنیوالے کیڑے کی دشمن امریکہ میں ایک چیونٹی دریافت ہوئی ہے۔

مضامین

ستیارتھ پرکاش درپن

(۹۱) سوال

تب اُسے ہیرودیس کے پاس بھیجا ... اور ہیرودیس یسوع کو دیکھکر بہت خوش ہوا کیونکہ مدت سے چاہتا تھا اور اسکو اُس کی کوئی کرامات دیکھنے کی امید تھی اور اُس نے اُس سے بہتیری باتیں پوچھیں پر اُس نے اُسے کچھ جواب نہ دیا (لوقا ۲۳: ۷-۹)

(محقق) یہہ بات متی کی انجیل میں نہیں ہے اس لئے شہادت میں فرق آگیا کیونکہ سارے گواہ متفق الرائے نہیں ہیں ؛

(رہبر) اختلاف رائے اُس حالت میں کہی جا سکتی اگر متی لکھتا کہ ہیرودیس کے پاس نہیں بھیجا گیا اور کوئی بات چیت اُس کے ساتھ نہ ہوئی تھی - مگر معاملہ صرف یہہ ہے کہ اُس اثنا میں ایک اور واقعہ گذرا تھا جسکا متی نے ذکر نہیں کیا مگر لوقا نے کیا - ان دو گواہوں کی شہادت خام تو نہ ہوئی بلکہ جو جو ظلم اور بے انصافیاں یہودیوں اور پلاطوس کی طرف سے مسیح پر ہوئیں انکو متی نے بیان کیا - لوقا انکی اور بھی تفصیل کے ساتھ تائید کرتا ہے لہذا پنڈت جی کی بحث بالکل فضول ہے ؛

(محقق) اگر عیسیٰ چالاک اور کراماتی ہوتا تو ہیرودیس کی باتوں کا ضرور جواب دیتا اور کرامات بھی دکھلاتا اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ عیسیٰ میں علمیت اور کرامات کچھ بھی نہ تھی ؛

(رہبر) نہیں صاحب ہرگز نہیں - بات یہہ ہے کہ آپ کی ایک ایک بھول سے نئی نئی غلطیاں جنی ہیں - اُن کینہ ور لوگوں اور بے انصاف اور ڈرپوک حاکموں کے سامنے اُن جھوٹھے الزاموں کا جواب نہ دینے اور اپنے بچاؤ کے لئے معجزہ نہ کرنے سے ایک تو آپ شوق سے اُن دشمنوں ہی کے پہلو پر کھڑے ہو گئے اور دوسرے بالکل بھولے رہے کہ مسیح نے کیوں اپنے ہی بچاؤ کے لئے معجزہ نہ کیا اور اس لئے ایسی غلطیوں میں پڑے کہ یسوع میں نہ علمیت تھی نہ کرامت - سوال ۷۸ میں یہہ بات بخوبی واضح کردی گئی ہے اب مکرر یہہ سمجھاتا ہوں کہ ؛

(۱) یہہ ہیرودیس جسکے روبرو پلاطوس نے مسیح کو بھیجا تھا وہی ہیرود انتپاس تھا جسکو تواریخ نہایت عیاش اور ظالم بیان کرتی ہے - اُس کو خداوند نے اُسکی حیلہ سازیوں کے باعث لومڑی سے تشبیہ دی تھی (لوقا ۱۳: ۳۲) اور اب تک وہ تائب نہیں ہوا تھا ایسے آدمی کے سوالوں کا جواب دینے کی خداوند نے پروا نہ کی ؛

(۲) جس حال کہ وہ پہلے مسیح کی کراماتوں کا حال سن چکا تھا تو اُس وقت موقعہ تھا کہ اُس کے پاس جا کر اُسکی باتیں اپنے کانوں سے سنتا اور اُس کے کام اپنی آنکھوں سے دیکھتا مگر وہ ایسا فروتن اور طالب کبھی نہ بنا اور اب بھی صرف تماشہ دیکھنے والوں کیطرح معجزہ دیکھنے کا امیدوار تھا - لیکن خداوند کوئی شعبدہ باز تو تھا ہی نہیں جو ایسے شوقین تماشہ بین کے حرف شوق پورے کرتا - نہیں بالکل نہیں - اُس نے جب کسی کی درخواست پر معجزہ کیا تو اس حالت میں کیا جب لوگ فروتنی اور ایمان سے سائل ہوئے - مگر اس ہیرودیس نے ایسا نہ کیا اور اس لئے معجزہ دیکھنے سے بے نصیب رکھا گیا ؛

(۳) پھر یاد رکھو کہ مسیح نے اپنے فائدے کیلئے کبھی معجزہ نہیں کیا اور اب اپنی گرفتاری اور آزمائش اور صلیبی موت سے بچنے کے لئے معجزہ دکھلانا اُس کے خلاف منشا ہوتا - جیسا ہم پہلے واضح کر چکے ہیں - اس لئے ہیرودیس مایوس ہو گیا پنڈت جی کی طرح وہ لوگ بھی خداوند کے انتظام غیبی کو نہ سمجھتے تھے اور اس لئے معجزانہ قدرت دیکھنے کا جوش اور شوق دکھلاتے تھے البتہ اگر مسیح نے اُنکی ہیکل میں - اُن کے بازاروں میں - دیہات میں - اُن کے گھروں میں - اُن کے دریاؤں پر طرح طرح کے معجزے نہ دکھلائے ہوتے تب تو یہہ گمان درست ہوتا کہ مسیح میں کرامات نہ تھی مگر چونکہ مسیح اپنے آپ کو اُن کے درمیان معجزوں سے ثابت کر چکا تھا اس لئے پنڈت جی کا گمان درست نہیں ہے - وہ وقت آگیا تھا کہ مسیح اپنی پیشگوئی کے بموجب ضرور مارا جائے - اور اُس کے بعد اُسکا سب سے بڑا معجزہ یہہ باقی تھا کہ مُردوں میں سے زندہ ہو - چنانچہ ایسا ہی ہوا اور مسیح کا دین کُل دنیا میں قائم ہو گیا اب اُن یہودیوں کی طرح سر ہلا ہلا کر کفر بکنے سے کچھ نہیں بنتا - چاہئے کہ اب لوگ توبہ کریں اور اُس جلیل اور قادر خداوند پر ایمان لاویں ؛

یوحنا کی انجیل

(۹۲) سوال

ابتدا میں کلام تھا اور کلام خدا کے ساتھ تھا اور کلام خدا تھا - یہی ابتدا میں خدا کے ساتھ تھا - سب چیزیں اس سے موجود ہوئیں اور کوئی چیز موجود نہ تھی جو بغیر اُس کے ہوئی - زندگی اُس میں تھی اور وہ زندگی انسان کا نور تھی (یوحنا ۱: ۱-۴) ؛

(محقق) ابتدا میں کلام بغیر متکلم کے نہیں ہو سکتا اور اگر کلام خدا کے ساتھ تھا تو ایسا کہنا ہی فضول ہے - اور کلام خدا ہرگز نہیں ہو سکتا کیونکہ جب وہ ابتدا میں خدا کے ساتھ تھا تو یہہ بتاؤ کہ پہلے کلام تھا یا خدا ؛

(رہبر) واضح ہو کہ یوحنا رسول یسوع کو مسیح ثابت کرتے ہوے پہلے یہہ دکھلاتا ہے کہ وہ یسوع

مسیح اصل میں کون تھا اور کیا ہے۔ اور ظاہر کرتا ہے کہ وہ جو انسانی جامہ میں نظر آتا اور کام کرتا تھا کون تھا اور دکھلاتا ہے کہ وہ انسانی صورت اختیار کرنے سے پہلے ہستی میں تھا۔ اور اُسکی پیش ہست وجودیت کو ذات الٰہی کے ساتھ رشتے میں ایک بیان کرتا ہے۔ اور اُس رشتے کو لفظ کلام سے ادا کرتا ہے۔ اور تاکہ کلام اُن صرفی معنوں میں نہ سمجھا جاوے جو مقصد فیض میں بیان کئے گئے ہیں رسول تفصیل کرتا ہے کہ وہ کلام کب سے ہے۔ ابتدا سے ہے۔ یعنے وہ ابتداء جو زمن سے پہلے تھا اور تاکہ یہہ گمان نہ کیا جاوے کہ وہ خدا سے الگ کوئی خود ہست ازلی وجود تھا رسول کہتا ہے کہ وہ خدا کے ساتھ تھا اور خدا تھا۔ بہذا یہہ نہیں کہہ سکتے کہ جب خدا کی عمر کروڑ ہا برس کی ہو گئی ہوگی تو یہہ کلام اُسکے مونہہ سے نکلا ہوگا۔ یعنے کلام بغیر متکلم کے نہیں ہو سکتا۔ الا کلام صرف اس رشتے کو بیان کرتا ہے جو بیٹے کو باپ کے ساتھ ہے۔ جیسا مسیح نے خود فرمایا تھا کہ "میں باپ سے نکلا اور دنیا میں آیا ہوں"۔ اور خدا کے ساتھ ہونا اور خدا ہونا اُس کلام کے ازلی ہونے اور الٰہی ذات ہونے کے اظہار ہیں نہ کہ محض کلام اور متکلم والی صورت ہے۔ اور رسول نے لوگوں کو ایسی غلط فہمی سے محفوظ رکھنے کے لئے کلام کی یہہ کیفیت جتا دینا ضروری سمجھا تھا اور لازم ہے کہ رسول کا مطلب اُسی کے الفاظ سے نکالا جاوے جیساکہ ؛

راقم

پادری جی ایل ٹھاکر داس

اسپر الجیر ہیکر یڈلوف خبر دیتا ہے۔ یہہ یقینی امر ہے کہ دو جاپانی تارپیڈو غرقاب ہو گئے اُس نے یکم کو جاپانی جہازوں کا شمار کیا تھا نہ کہ تیسری کو ؛

گذرے ایام

(سلسلہ کے لیے دیکھو نور افشان ۲۹ جولائی کا پرچہ)

۲۔ کہ جس قدر وقت اور دن ہمارے شمار میں آچکے وہ ہمارے تھے۔ اے لڑکو تم جو آج اپنی زندگی کی عمر چھ سال قرار دیتے ہو یقین کرو کہ چھ سال جو گذر گئے تمہارے تھے۔ اے نوجوانوں تم جو اپنی عمر اس وقت اٹھارہ سال کی شمار کرتے ہو تم یقین کرو کہ اٹھارہ سال کا وقت تمہارا تھا۔ اے بوڑھو تم جو اپنی عمر کا شمار پچاس سال یا ساٹھ سال یا اسّی سال کرتے ہو تم یقین کرو کہ یہہ تمام عمر تمہارا تھا۔ یہہ تمام دن ہمارے شمار میں آئے۔ دنوں کی اس قدر بوریاں وقت سے بھری ہوئیں ہمارے قبضے اور تصرف میں دی گئیں۔ آہ۔ وقت کی اس قدر میراث کہاں گئی اور وقت کے اسقدر بدرے کہاں غائب ہو گئے ؟ وہ چیزیں جنہیں میں نے اپنے مکان کی آرائش کے لئے دو سال پیشتر مول لیا تھا بعض میرے مکان میں اب تک موجود ہیں۔ وہ لوگ جنہیں میں نے ایک سال پیشتر دیکھا تھا ابھی نظر آسکتے ہیں۔ وہ مکانات جنکی دس سال پیشتر تعمیر ہوئی ابھی دیکھے جاسکتے ہیں۔ وغیرہ لیکن وہ دن اور وہ اوقات جنمیں ہم نے خرید و فروخت کی تھی وہ دن جنمیں ہم لوگوں سے ملاقی ہوئے تھے وہ دن جنمیں ہمنے عمارات کی تعمیر کروائی تھی آج کہاں ہیں۔ وہ کہاں غائب ہو گئے انہیں کونسی غیر معمولی تاریکی نے چھپا لیا۔ آج ہم میں اور اُن ایام میں سینکڑوں میلوں کا فاصلہ ہے۔ اور وہ ہمارے دن ہمارے پیارے دن۔ ہمارے قیمتی دن گذر چکے ؛

مجھے ایکدفعہ ایک شخص ملا جسکے جگر کو اُس کے لخت جگر فرزند کی جدائی نے گھائل کیا تھا۔ وہ لڑکا کھو گیا تھا۔ اس کا والد سخت بیقرار ہو کر نہایت بیکلی کا نشانہ بنا ہوا اُسکی تلاش کرتا پھرتا تھا کہ کہیں سے اس کا بیٹا مل جاوے ؛

ایک نہیں بیسیوں کو میری گذری زندگی سے سابقہ پڑا جو اپنی کھوئی ہوئی چیزوں کی تلاش کرتے تھے۔ بعض سرکار کی مدد کے ساتھ بعض خود بخود اور ہم میں سے اکثر انکو ایسا کرنیکا اتفاق ہوا ہوگا کیا آپ نے کبھی اپنے گذرے دنوں کی تلاش کی ؟ کیا کبھی ہمارے گذرے دنوں کا ہمکو پتہ ملا ؟ کیا آپ نے انکی تلاش میں آنسو بہائے اور آپ نے اور میں نے کبھی اُن زخموں کو محسوس کیا جو ہمکو ہمارے گذرے دن اپنی جدائی کے تیر سے لگا گئے ؟

راقم

پادری غلام مسیح از انبالہ

موآب

(سلسلہ کیلئے دیکھو گذشتہ اشاعت کا پرچہ)

"یقیناً موآب سدوم کی مانند ہوگا۔۔۔وہ ایسی سر زمین ہوگی جو پُر خار اور نمکسار اور ہمیشہ کی ویرانی رہیگی" صفنیاہ ۲/۹ ؛

"عرائر کی بستیاں خالی ہو جائینگی وہ گلّوں کی چراگاہیں ہونگی۔ وہ وہاں بیٹھینگے اور کوئی اُن کے ڈرانیکو بھی وہاں نہ ہوگا" یسعیاہ ۱۷/۲ ؛

اب ہم ان پیشینگوئیوں کے پورے ہونیکے چند ثبوت پیش کرتے ہیں۔ "موآب کے شہر اُجاڑ ہونگے اور اُنمیں کوئی باشندہ نہ رہیگا" "کوئی شہر نہ بچیگا" موآب کا اب یہی حال ہے۔ موآب کے تمام شہر غایب ہو گئے۔ تمام ملک ان شہروں کے کھنڈرات سے پُر ہے۔ اس امر میں سیاح متفق الرائے ہیں۔ بور خرڈ (Burckhardt) صاحب موآب کے چند شہروں کی بابت جنکا ذکر بائبل میں آیا ہے فرماتے

ہیں "گہ الی الی جشبون معون میدابدیوں عرائر کی کھنڈرات ابتک موجود ہیں جنسے بنی اسرائیل کی تواریخ کی تشریح کی جاتی ہے" یعنے ان شہروں کے کھنڈرات کے موجود ہونے سے بائیبل کی صداقت بخوبی ظاہر ہوتی ہے۔ کیونکہ بائیبل کے نبیوں نے جو نام لے کر اِن شہروں کی بربادی کی بابت پیشینگوئیاں کیں وہ پوری ہوگئیں۔ الی الی کے کھنڈرات میں بہت سے بڑے بڑے حوض۔ عمارات کے ٹوٹے پھوٹے حصے اور مکانات کی نیویں پائی جاتی ہیں جشبون تو ایک بڑا شہر ٹوٹا پھوٹا پڑا ہے جسمیں ایک بڑے مندر۔ چند عمارات اور چند پل پایوں کے خرابات اب تک کھڑے ہیں۔ علاوہ ان کے وہاں پر چند گہرے کنوئیں بھی پائے گئے جو پتھروں میں کھودے ہوئے ہیں۔ میدبا کے کھنڈرات قریب دو میل گھراؤ کے ہیں۔ جنمیں سب سے عجیب نظارہ ایک تالاب کا جو گھڑے ہوئے پتھروں سے بنا ہوا ہے۔ دیبوں کے کھنڈرات ایک میدان میں ہیں۔ بیت معون کے کھنڈرات میں چند گرم پانی کے چشمے پائے جاتے ہیں۔ عرائر کے کھنڈرات میں کوئی خاص نظارہ نہیں ہے۔ اور ایک بڑے شہر کے کھنڈرات پہچانے گئے جنکو ربّاہ (Rabbath Moab) کہتے ہیں۔ اس کا دوسرا نام جو بائیبل میں پایا جاتا ہے سو عار موآب ہے۔ یہاں پر موآب کے بادشاہ رہتے تھے۔ اس کے کھنڈرات سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہہ کسی زمانے میں ایک مشہور شہر تھا پر اب وہ ایسی بربادی کی حالت میں ہے کہ سوائے شاہی محل اور ایک مندر اور ایک مذبح اور ایک پھاٹک کے وہاں پر اور کوئی بیان کرنیکے قابل چیز نہیں ہے۔ اور اور شہر ایسے برباد ہوئے کہ انکو پہچاننا بھی دشوار ہے۔ مذکورہ بالا شہر جنکے کھنڈرات پہچانے گئے اب تک اپنے قدیم نام رکھتے ہیں۔ سو اُن ناموں اور انکی بربادی سے صاف بائیبل کی پیشینگوئیوں کی صداقت ظاہر ہوتی ہے۔ موآب کے شہروں کے کھنڈرات کے ڈھیروں سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک زمانے میں یہہ شہر کیسے بڑے ہوئے تھے۔ یہہ کیسے اپنی دولت اور طاقت پر فخر کرتے تھے پر اب بالکل ویران اور مسمار پڑے ہیں۔ جب بائیبل کے نبیوں نے ان شہروں کی بربادی کی بابت پیشینگوئی کی تھی تو کون محض انسانی قیاس سے کہہ سکتا تھا کہ انکا یہی انجام ہوگا ۞

"وادی بھی ویران ہوگی اور میدان اجاڑ ہو جائیگا" موآب کی وادی اور میدان کسی زمانے میں کھیتوں سے پُر تھے پر اب تو بنجر پڑے ہیں۔ عربی اور ترکی دونو ہمیشہ فساد کرتے ہیں۔ سو اس سرزمین میں کھیتی باڑی کرنی محال ہے۔ اگر کہیں کھیتی کی بھی جاتی ہے تو دشمنوں کے ہاتھ سے اُسے بچانا بہت ہی دشوار ہے۔ سو خانہ بدوش عربیوں کے گلّے اب موآب کے کھیتوں میں چرتے اور لیٹتے ہیں۔ سو پیشینگوئی کیسی عجیب طرح سے پوری ہوئی۔ "عرائر کی بستیاں خالی ہو جائینگی وے گلّوں کی چراگاہیں ہونگی وے وہاں بیٹھینگے" وغیرہ ۞

"دیکھ وے دن آتے ہیں خداوند کہتا ہے کہ میں انقلاب کرنیوالوں (انگریزی ترجمے Wanderers آوارہ گردوں) کو اُس کے پاس بھیجونگا کہ وے اُسے اُلٹا دیں اور اُس کے ماٹوں کو خالی کریں" یہہ انقلاب کرنیوالے یا آوارہ گرد عرب لوگ ہیں۔ جنہوں نے اسکو بالکل الٹ پلٹ کر دیا۔ وہ خود آوارہ گرد ہیں۔ اور کسی کو وہ مکان بنا کر بسنے نہیں دیتے اور یوں وہاں کوئی آبادی یا بستی بھی قائم نہیں ہو سکتی ہے۔ وہ لوٹ مار کرتے۔ اُن کے ڈر کے مارے لوگ علانیہ کھیتی باڑی بھی نہیں کر سکتے ہیں ۞

"اے موآب کے باشندو شہروں کو چھوڑ دو اور چٹان پر جا بسو اور کبوتر کی مانند ہو جو گہرے غار کے منہہ کے کناروں میں آشیانہ بناتے" موآب کے موجودہ باشندوں کا یہی حال ہے۔ انکے شہر ویران ہوگئے۔ علانیہ کھیتی بھی نہیں ہوتی۔ کہیں کہیں کسان لوگ کھیتی تو کرتے پر ہمیشہ لٹیروں کے ڈر سے گھبراتے رہتے ہیں۔ ووکنی (Walney) نام ایک دھربئے کا بیان ہے کہ "بیچارے کسان لوگ ہر وقت ڈرتے رہتے ہیں کہ اُنکی محنت کا حاصل کھو نہ جائے۔ اور جیسے جلد اپنا اناج جمع کرتے اُسے پوشیدہ جگہوں میں چھپا دیتے اور بحر مردار کے کنارے کے چٹانوں میں جاکر پناہ لیتے ہیں" (Burckhardt) نام ایک دوسرے سیاح کا بیان ہے کہ بہت سے خاندان غاروں میں بستے ہیں۔ کپتان اربی (Irby) اور منگلس (Mangles) صاحبان فرماتے ہیں کہ ایک بڑا سیدھا چٹانوں کا سلسلہ ہے جسمیں ہاتھ کے بنے ہوئے بہت سے غار ہیں۔ اُن کے بازوؤں میں کمرے اور چھوٹی چھوٹی لیٹنے کی جگہیں پائی جاتی ہیں۔ سو موآب کے شہر برباد ہو گئے پر پہاڑ آباد ہوئے ۞

راقـــم

پادری۔ بی بی رائے از سہارنپور

خوشی سبھوں کے لئے ہے۔ یہہ حالات اور کیفیت پر منحصر نہیں ہے۔ ورنہ یہہ صرف معدودے چند کے لئے ہوتی۔ نہ تو یہہ نیک بختی کا ثمرہ ہے اور نہ تقدیر یا بیرونی کامیابی کا پھل جس سے تمام آدمی بہرہ ور نہیں ہو سکتے۔ یہہ روح ہی یا روح کا کیرکٹر ہے اور جب کہ روح یسوع کی طبیعت سے معمور ہو جاتی ہے جو ازلی محبت کی روح ہے تو یہہ روح کی اپنی ہی ہستی کی دولت ہے۔ (ہوریس بشنل)

عزت بیمثال

قریباً قائل

اب شیورانی کو گاؤں میں گئے ہوئے چند ہفتے گذر گئے - چمن لال اپنے کام کالج میں بہت مشغول تھا اور اُسے اسقدر فرصت نہ تھی کہ پیاری لال سے ملنے کے لئے گاؤں میں جاتا - وہ بہت چاہتا تھا کہ جانے کا کوئی موقعہ ملے کیونکہ وہ اپنی بہن کے حالات دریافت کرنیکا بہت آرزو مند تھا - اُسے اکثر یہہ خیال آتا تھا کہ خدا جانے شیورانی نے اپنے وعدہ کے مطابق اپنے نئے خیالات کو چھپائے رکھا ہے کہ نہیں - وہ خیال کرنے لگا کہ اگر شیورانی اپنے وعدہ پر قائم نہ رہتی اور اپنے نئے خیالات کا اظہار کرتی تو اب تک ضرور اِس بات کی خبر مجھہ تک پہنچ جاتی ❊

چمن لال گمان کرتا تھا کہ شاید شیورانی کے اپنی اُستانی سے دور رہنے اور خود پڑھنے کے قابل نہ ہونے کا نتیجہ یہہ ہوگا کہ جو کچھہ اُس نے سیکھا ہے بالکل بھول جائیگی اور اُس کے دل پر جو کچھہ تاثیر ہوئی ہے جاتی رہیگی اور غالباً وہ پھر اپنے دھرم کی معتقد ہو جائیگی - چمن لال ایسی اضطراب کی حالت میں تھا کہ وہ ٹھیک نہیں بتا سکتا تھا کہ ایسا ہونا اُس کے حسب منشا تھا یا نہیں - وہ اِس خیال سے اکثر اوقات بہت تسلی پاتا تھا کہ کم از کم میرے خاندان میں سے ایک تو ہے جسکے خیالات میرے خیالات سے مطابقت اور موافقت رکھتے ہیں -

چمن لال ہرگز ہرگز یہہ نہیں چاہتا تھا کہ اسکی عزیز و ہمدرد اور ہم خیال بہن کے باہمی رابطہ میں کسی طرح کا فرق آوے - اُس نے شیورانی سے جو جو گفتگو کی تھی اور شیورانی نے جو انجیلی نجات دہندہ پر مضبوط ایمان دکھایا تھا اُس سے اُس کے خیالات دینِ عیسوی کی طرف لگ گئے اگرچہ اِس سے پیشتر بہت کچھہ کمزور ہو گئے تھے - اب پھر اُس کو اِس بات کا صاف ثبوت مِل گیا کہ اِس دین میں ضرور کوئی ایسی بات ہے جو دیگر ادیان میں پائی نہیں جاتی - دینِ عیسوی صرف ظاہری ایمان و اعتقاد ہی کی بات نہیں ہے بلکہ اُس کی کوئی اندرونی طاقت و قدرت ہے جو ایمان لانے والے کے دِل اور اسکی ساری ہستی پر قبضہ کر کے اُسے ایک نیا مخلوق بنا دیتی ہے ❊

اِس بات کو چمن لال نے پہلے اپنے ہم مکتب سدرسن داس کی حالت میں دیکھا تھا اور اب پھر اپنی عزیز بہن کی حالت میں بڑی صفائی اور صراحت سے مشاہدہ کیا - اِن دونوں کے حالات میں - اگرچہ وہ بہت کچھہ آپس میں متفاوت تھے - بڑی بھاری تبدیلی واقع ہوئی اور اِس تبدیلی کی وجہ یہہ نہ تھی کہ اُنہوں نے حقائق و معارف کو سیکھا (گو پہلا قدم یہی تھا) بلکہ یہہ کہ اُنہوں نے ایک زندہ الٰہی اور ناو یدنی شخص کی رفاقت حاصِل کی جو بغیر کسی ظاہری اظہار کے اُن سب پر جو اُس کے عرفان کے مشتاق ہیں اپنے تئیں ظاہر فرماتا ہے ❊

چمن لال کا دوست سدرسن داس اور اُس کی اپنی بہن شیورانی دونو اُس الٰہی شخص کو انجیلی مسیح مانتے تھے جو مصلوب ہوا اور مر گیا لیکن اب ابدالآباد تک زندہ اور خدا کے دہنے بیٹھا ہے ❊

چمن لال کو اقرار کرنا پڑا کہ اگرچہ مینے سالہا سال تک انجیل کا مطالعہ کیا ہے اور ذہنی طور پر شیورانی سے زیادہ جانتا ہوں توبھی وہ مسیح کو روحانی نظر سے دیکھتی ہے اور اُس کا شخصی عرفان رکھتی ہے جس سے میں بالکل بے بہرہ ہوں ❊

چمن لال مسیح کا ایسا عرفان حاصل کرنے کی خواہش کرتا ہوا کانپتا تھا کہ کیا جانیں اِس کا نتیجہ کیا ہو - چنانچہ اُسنے خیال کیا کہ سدرسن داس اور شیورانی کی مسیح کی طاقت و قدرت پر ایسا ایمان ہے جس کے تمام امور میں اُسکی فرمانبرداری کرنی پڑے یہی بہتر ہے کہ میں پہلے کی طرح بظاہر ہندو ہی رہوں اور دل میں مسیحی دین کی سچائی پر ایمان رکھوں ❊

شیورانی کے لئے یہہ بہت اچھا تھا - وہ عورت تھی اور اُسے دوسروں کی مرضی کو اپنی مرضی بنانا پڑتا تھا - چنانچہ اس نے وعدہ کیا ہوا تھا کہ میں ان باتوں کا کسی سے ذکر تک نہیں کرونگی - ابتک اس وعدہ کو توڑنے کی اُس نے کبھی کوئی ضرورت محسوس نہ کی تھی - ایسا ہوتا ہی کیوں ؟ اُس نے تو عمر بھر یہی سیکھا تھا کہ عورت کا فرض منصبی یہی ہے کہ دوسروں کی تابعداری کرے اور اپنی ذاتی کوئی رائے نہ رکھے باوجود اِس قسم کے خیالات کے چمن لال کو اپنے لئے ٹھیک فیصلہ کرنا نہایت مشکل معلوم ہوتا تھا دل ہی میں طرح طرح کا استدلال شروع ہوتا تھا اور بحث مباحثہ متواتر جاری تھا ❊

اسی عرصہ میں ایک روز شام کے وقت سدرسن داس چمن لال سے ملاقات کرنے کے لئے آیا - کئی مہینوں سے ملاقات نہیں ہوئی تھی بلکہ حق تو یہہ ہے کہ کئی سال کے عرصہ سے وہ ایک دوسرے کے حال سے قریباً ناواقف تھے - سدرسن داس بظاہر تو چمن لال سے ایک کتاب عاریتہً لینے کی غرض سے آیا لیکن اُس کے دل میں حقیقی غرض اور ہی تھی جسکے مقابلہ میں ہزار ہا کتابوں کی کچھہ حقیقت نہیں - چونکہ اُس نے اپنے مالک اور خداوند سے نزدیکی رشتہ حاصل کیا ہوا تھا اُس کے یہہ ایک طبعی تقاضا ہو گیا تھا کہ اوروں کو بھی اِس نور کی روشنی میں لانیکی خواہش اور کوشش کرتا جس سے وہ خود منور ہوا تھا - مسٹر سنگھ کے گھر میں جو میٹنگ ہوئی تھی اُسمیں یہہ بات پیش کی گئی تھی کہ حاضرین



میں سے ہر ایک اِس سال کسی نہ کسی کو مسیح کے پاس لانے کا ذریعہ بنے اور اس موقعہ پر سدرسن داس کے دل میں دفعتہً اپنے پرانے ہم مکتب بشن لال کا خیال آیا جو بہت کچھ خدا کی بادشاہت کے قریب معلوم ہوتا تھا۔ (باقی آیندہ)

مُرکّل سِلاوٹ

ایک دوسرے سے محبت کرنا

مسیحیوں کا فرض باہمی محبت کی بابت نہایت مشکل اور ازحد دشوار ہے اور ہماری محبت نہ صرف زبان اور کلام سے لیکن عمل اور سچائی سے ہو اور بیریائی اِسمیں شامل ہے اوروں سے محبت رکھنے کی مشکل ایک ہفتہ بلکہ ایک دن کے تجربہ سے عملی کوشش کرتے ہوئے معلوم ہو جائیگی۔ مسیحی مسافر کی کتاب میں لکھا ہے کہ ہر ایک آدمی کے گناہ کا بوجھ اُس کے کاندھے پر ہے جسکے یہہ معنے ہیں کہ ہر ایک آدمی اپنے ہمسایہ کے گناہ کو بخوبی دیکھ سکتا ہے اور اپنے گناہ کو نہیں دیکھتا کیونکہ یہہ بوجھ اُسکی پیٹھ پیچھے ہے پس جس حال کہ ہم اپنے بھائیوں کی غلطیوں اور خطاؤں پر دھیان کرتے ہیں تو کیا مشکل امر ہے کہ ہم اُن سے محبت رکھیں۔ اکثر ہم کہا کرتے ہیں کہ فلاں بھائی جاہل ہے اور فلاں روحانی نہیں اور کہ فلاں خود غرض ہے۔ تو کیونکر ممکن ہو کہ ہم ایسے آدمیوں سے محبانہ سلوک کر سکیں۔ البتہ غیر ممکن ہی رہیگا جب تلک کہ ہم ایک دوسرے کے عیبوں پر نظر کرتے رہینگے اور واقعی ہم سب عیب دار ہیں۔ پس سوال لازم آتا ہے کہ محبت کا امکان کیونکر ہو سکتا ہے چونکہ حکم دو ہیں خدا سے محبت رکھنا اور ہمسایہ سے محبت رکھنا۔ دوسرے حکم کو چھوڑ کر اول کوشش کرنی چاہئے کہ پہلے حکم کو دل و جان اور اپنی ساری طاقت سے مانیں شاید کوئی کہیگا کہ اگر ہم انسان سے جسکو ہم دیکھتے ہیں محبت نہیں رکھہ سکتے تو خدا سے جسکو ہم نے نہیں دیکھا کیونکر محبت رکھہ سکینگے؟ چھوٹے لڑکے جس قدر اپنے باپ کی محبت کو پہچانتے ہیں اُسیقدر اپنے باپ سے محبت بھی رکھتے ہیں مقدس یوحنا کے پہلے خط میں دو دفعہ لکھا ہے کہ خدا محبت ہے اور اُس کی محبت کس بات میں ظاہر ہوئی اِس بات میں کہ اُس نے مسیح کو بھیجا تاکہ وہ ہمارے گناہوں کا کفارہ ہو اور کہ ہم اُس کے وسیلہ سے ہمیشہ کی زندگی پاویں اور نیز وہ دُنیا کا نجات دہندہ ہو۔ اور یہہ محبت ہمارے لئے اُسوقت ظاہر ہوئی جبکہ ہم کمزور تھے۔ بے دین تھے گنہگار تھے بلکہ دشمن تھے دیکھو رومی ۵ باب ۶ سے ۱۰ تو کیا ہمارے آسمانی باپ نے ہماری مانند ہمارے عیبوں پر نظر کی بلکہ اُسکی ذات اقدس کے سامنے ہمارے عیب بدرجہا اُس سے زیادہ گھنونے تھے جس طرح پر کہ ہمارے بھائیوں کے عیب ہمکو نفرتی نظر آتے ہیں کیونکہ ہم خود اُنہیں گناہوں سے ملوث ہیں اُس نے تو کوئی گناہ نہ کیا تھا جو ہمارے بدلے گنہگار ٹھہرایا گیا یعنے ہمارا خداوند یسوع مسیح۔ اِس لئے ہم اپنے بڑے بھائی کا سا مزاج پیدا کرکے خدا باپ سے محبت رکھہ سکتے ہیں۔ تب بھائیوں کی بے ریا محبت خود بخود ہمارے دل کے چشموں سے جو درحقیقت الٰہی محبت سے معمور ہونگے جاری ہو جائیگی کیونکہ محبت اِسمیں نہیں کہ ہم نے خدا سے محبت رکھی بلکہ اِسمیں ہے کہ پہلے اُس نے ہم سے محبت رکھی۔ (باقی آیندہ)

راقم

میں تمہارا بھائی اور مسیح کے دکھوں میں تمہارا شریک

اَلمُحَاکَمہُ بَینَ الفَرِیقَین

نمبر سوم

مخدوم شوکت!!! یہہ مسلمہ امر ہے۔ کہ مسیحی عقاید میں مسئلہ تثلیثِ مقدس سب سے مشکل اور برتراز عقل ہے۔ لیکن اسکے یہہ معنے نہیں۔ کہ عقل اُس کے ثبوت میں دو باتیں بھی نہیں کہہ سکتی۔ عقل اُس کے **ثبوت** میں بہت سی دلیلیں بیان کر سکتی ہے۔ اُن میں سے چند ہم یہاں بیان کرنا چاہتے ہیں۔ اول ہم یہہ بیان کرینگے کہ مسئلہ تثلیث ہے کیا؟ مختصر طور پر یہہ مسئلہ یوں بیان ہو سکتا ہے۔ ذات باری میں جو بے مثل و واحد ہے۔ تین اقانیم یا شخصیتیں ہیں یعنی باپ۔ بیٹا اور روح القدس۔ بیٹا باپ سے متخرج ہے اور روح القدس باپ اور بیٹے سے صادر ہے۔ یہہ تینوں اقانیم درجہ میں برابر اور ہمقدم ہیں۔ لفظ توحید کا اطلاق ذاتِ خدا پر ہے نہ شخصیتِ خدا پر۔ شخصیت تین ہیں۔ لیکن ذات **واحد** ہے اُسکو توحید فی التثلیث کہتے ہیں۔ پس ہم اس مطلب کو دو حصوں میں ادا کرینگے۔ (اول) جسمیں تثلیث کا عقلی ثبوت دیا جائیگا (دوم) جسمیں عقلاً ثابت کیا جائیگا۔ کہ جو رشتہ اور تعلق اقانیم ثلاثہ کے درمیان مسیحی مانتے ہیں بالکل درست ہے۔

اولاً ہمیں دنیا میں ہر شے کی مندرجہ حاشیہ تین حالتیں نظر آتی ہیں۔ یاد رکھنا چاہئے۔ کہ دنیا میں جتنی چیزیں ہیں انکی بہت سی حالتیں ممکن ہیں۔ لیکن ان تمام حالتوں کو جو ممکن ہیں ہم ان تینوں حالتوں میں سے کسی نہ کسی کے تحت میں لا سکتے ہیں۔ ان سے اور کوئی چوتھی حالت ممکن نہیں پس ان تینوں حالتوں کو

(الف) پیدایش
(ب) اصلی حالت پر قائم رہنا جسمیں ترقی شامل ہے
(ج) بگڑ کر پھر اصلی اور درستی کی حالت پر بحال ہونا

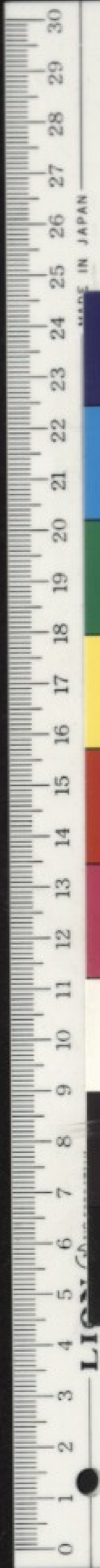
دیکھکر ہم کہتے ہیں۔ کہ ایک طاقت ہے جو پیدا کرتی ہے اسکو ہم **خُدا باپ** کہتے ہیں۔ دوسری طاقت ہے جو پیدا کی ہوئی چیز کو بحال رکھتی ہے یا ترقی دیتی ہے اسکو ہم **رُوح القُدُس** کہتے ہیں۔ تیسری طاقت ہے جو بگڑی ہوئے شے کو اُسکی اصلی حالت پر پھر لاتی ہے اُس کو ہم **ابن اللہ یا کلام اللہ** کہتے ہیں؛ اب معلوم ہوا۔ کہ انسانی مشاہدہ گو تثلیث کی ہستی کا کامل ثبوت تو نہیں دیتا۔ (اور یاد رہے کہ کوئی ایسی عقلی دلیل آج تک ایجاد نہیں ہوئی۔ جس سے خدا کی محض **ھستی** کا ثبوت کامل طور پر ہوا ہو) تاہم اسکی طرف ایک باریک اور پر زور اشارہ کرتا ہے لیکن اس دلیل پر ایک بڑا بھاری اعتراض ہو سکتا ہے۔ وہ یہہ ہے۔ کہ کیوں یہہ تین حالتیں ایک ہی طاقت کی طرف منسوب نکی جائیں۔ اس کے دو جواب ہو سکتے ہیں۔ اوّل یہہ کہ کیوں ہم ان تین حالتوں کو ایک طاقت کی طرف منسوب کریں۔ ایک کام کے کرنے کے لئے تو دلائل کی ضرورت ہوتی ہے۔ لیکن اسکے نہ کرنے کے لئے بھی دلائل چاہئیں۔ ہم پوچھتے ہیں۔ کہ وہ کونسی دلیل ہے جو ہمکو کہتی ہے۔ کہ ان تین حالتوں کو تین طاقتوں کی طرف منسوب نکرو۔ دوسرا جواب ذرا طویل ہے۔ ہمکو دُنیا میں دو چیزیں نظر آتی ہیں۔ نیکی اور بدی۔ ہم نے نیکی کے بانی کو خدا کہا ہے اور بدی کے بانی کو شیطان۔ اب ہم یہہ دریافت کرینگے کہ کیوں آپکے اُصول کے مطابق ہم یہاں بھی دو اشیاء کو ایک ہی طاقت کی طرف منسوب نکریں یعنی اگر عقل کا یہہ تقاضا ہے کہ سب چیزیں ایک ہی خالق کی طرف منسوب کیجائیں۔ تو بدی اور نیکی کیوں خدا ہی کی طرف منسوب نہیں کیجاتیں۔ اور کیوں بیچارے غریب شیطان کو ایجاد کر کے اسکو بدنام کیا جاتا ہے۔ اور اگر اس دقت سے بچنے کے لئے آپ مان لیں۔ کہ بدی اور نیکی دونو کا **موجد** خدا ہے اور شیطان کچھہ نہیں

تو ہم آپ سے یہہ دریافت کرینگے۔ کہ پھر اس کا انصاف کہاں گیا۔ کہ وہ بدوں کو سزا دیگا اور نیکوں کو جزا۔ کیا وہ عرش پر بیٹھکر ہم غریب بیکس انسانوں کے ساتھہ تماشہ کر رہا ہے۔ وہ ہمیں ایسے حکم دیتا ہے جنکی اصل اور حقیقت ہی نہیں۔ اگر خدا ایسا ہے تو ہم نے آج سے دہریت اختیار کی۔ اور اُمید ہو کہ ایسے خدا کو دنیا جلد فراموش کر دیگی۔ پس جب یہہ ماننا لازم آیا۔ کہ دو چیزوں کو دو طاقتوں کی طرف منسوب کرنا درست ہے۔ تو اس کے ماننے میں کونسی عقلی دقت ہے کہ دنیا میں جو ہر شے کی تین حالتیں نظر آتی ہیں۔ ان کو بھی تین مختلف طاقتوں کی طرف منسوب کرنے میں کوئی عقلی **غلطی** نہیں۔ ظاہر ہے کہ تثلیث کے ماننے میں کوئی ایسی دقت نہیں۔ جو محض خدا کی ہستی اور صفات کے ماننے میں بھی نہو۔ گویا خلاصہ مطلب یہہ ہے۔ کہ اگر کوئی **اہل اسلام** کی سی توحید قائم کرنا اور تثلیث کا امکان ہی اڑا دینا چاہے۔ تو اسکو لازم ہے۔ کہ تمام دُنیا کے مجموعے کو خدا مانے اور بدی اور نیکی دونو کو خدا کی طرف منسوب کرے۔ اور اپنے آپ کو خُدا کا حصہ مانے اور اگر خدا شیطان اور دُنیا کو علیحدہ وجود مان لیا جائے تو ہمارا مسئلہ تثلیث بھی اپنے لئے از روئے عقل گنجایش پیدا کریگا۔ کوئی دلیل نہیں جس سے ثابت ہو کہ اشیاء کی پیدائش بحال رہنے اور بحال ہونے کو باپ اور روح القدس اور بیٹے کیطرف منسوب کرنا غلط ہے۔ اور خاصکر جب اُسکی تائید میں خُداوند مسیح اور اُس کے حواریوں کے اقوال موجود ہیں؛

اگر آپ یہہ فرمائیں۔ کہ اشیاء کی تین حالتوں کے علاوہ **موت** کی ایک چوتھی حالت ہے۔ تو یاد رہے۔ کہ موت دو قسم کی ہے۔ ایک تو وہ موت جو محض نقل مکانی یا نقل حالت ہے۔ اور یہہ بحال رہنے کی ایک شاخ ہے۔ اور روح القدس کی طرف منسوب ہو سکتی ہے۔ دوسری موت وہ جو گناہ کے باعث ہے اور اس کا بانی تو شیطان مان ہی رکھا ہے؛

ہم اس امر کا اقرار کرتے ہیں۔ کہ ہم نے اسجگہ لفظ طاقت کا استعمال بہت کیا ہے۔ اور یہہ اس لئے نہیں کیا۔ کہ بعض محمدیوں کی طرح ہم جناب باری تعالٰے کو محض ایک **طاقت** مانتے ہیں۔ بلکہ اس لئے کہ یہہ لفظ ہمارے مطلب کو خوب ادا کرتا ہے ہم یہہ ثابت کر سکتے ہیں۔ کہ اصلی طاقتیں سب شخصی طاقتیں ہیں۔ اور کوئی طاقت بغیر **شخصیت** کے کچھہ اصل نہیں رکھتی؛

مائی ڈیر شوکت!! ہم نے اوپر کی چند سطور میں مسئلہ تثلیث کے بارے میں ایک **عقلی ثبوت** دیا ہے۔ اب اسی سلسلہ کے دوسری جانب آپکی عالی توجہ کو منتقل کراتا ہوں۔ یاد رہے کہ یہاں ہمارا کام عقلِ انسانی سے ہے۔ ہم یہہ دریافت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ کہ آیا عقل انسانی کے نزدیک تثلیث کا کوئی ثبوت ممکن ہے یا نہیں۔ خدا اپنے آپ میں کیا اور کیسا ہے؛ اُسکو تو عقل انسانی کبھی پہنچ ہی نہیں سکتی۔ بحث یہہ ہے۔ کہ عقلِ انسانی جو خیالات اس پاک ذات کی بابت رکھتی ہے۔ اسمیں تثلیث کی گنجایش ہے یا نہیں۔ مخالفانِ تثلیث عموماً ایک ایسے یقین اور تنگ دماغی کے ساتھہ بحث کرتے ہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ گویا خدا کوئی شے ہے۔ جو انہوں نے اپنی مٹھی میں بند کر رکھی ہے۔ اور جب ہم یہہ کہتے ہیں۔ کہ تین اقانیم ہیں۔ تو وہ اپنی مٹھی کھولکر ہمیں دکھاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ وہ یہاں تو ایک ہی ہے۔ یہہ محض گستاخی اور دماغ کی تنگی ہے۔ اگر خدا واحد محض ہے۔ تو ہماری عقل سے بعید ہے۔ اور اگر وہ واحد فی التثلیث ہے تو ہماری عقل سے بعید ہے۔ بحث اس بات سے ہے۔ کہ عقل انسانی اپنے تنگ دائرے کے اندر اور اپنی کوتاہ قدمی سے تثلیث کی



طرف اشارہ کرتی ہے یا محض توحید کی طرف لیکن سچ پوچھو تو اصلی حقیقت ایک تنکے کی بھی ہم سمجھ نہیں سکتے انسانی عقل اور **فلسفہ** پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ ایک شخص جو محض **واحد** ہے۔ اپنی ہستی سے واقف نہیں ہو سکتا **میں** انسان تب ہی کہہ سکتا ہے۔ کہ جب **میں** کے مقابلہ میں **تو** موجود ہو۔ یا **تو** کا خیال ہو۔ اسکی مثال یوں ادا ہو سکتی ہے۔ ایک ادمی کا خیال کرو جو اندھا بہرہ گونگا وغیرہ یعنی بغیر حواس خمسہ کے پیدا ہو۔ تو ممکن نہیں کہ اسکو یہہ معلوم ہو کہ میں ہوں۔ یہہ مثال ہم نے اس لئے اختیار کی ہے۔ کہ ہمارا مطلب فقط اسی سے ادا ہو سکتا ہے جس شخص میں ایک بھی حس ہو وہ دوسری شے کی موجودگی سے واقف ہو کر اپنی ہستی سے واقف ہو سکتا ہے۔ ورنہ نہیں ؛

اب ہمارا سوال ہے۔ کہ اگر خدا ازل سے واحد محض ہے اور دنیا کی پیدایش سے پہلے اسمیں اقانیم ثلاثہ موجود نہ تھے۔ تو اسکو کس طرح معلوم ہوا۔ کہ **میں ہوں**۔ اکیلی شے انسانی عقل کے نزدیک نہیں کہہ سکتی۔ کہ میں ہوں۔ یا تو یہہ مانیں۔ کہ ہمیشہ سے خدا کے ساتھ کوئی اور شے تھی جسکو دیکھکر وہ کہتا تھا۔ کہ میں ہوں۔ اگر ان دونو میں سے ایک حالت بھی تسلیم کر لی جائے تو خدا خدا نہیں رہتا ؛

اگر آپ اس کے جواب میں یہہ فرمائیں۔ کہ خدا اپنی ذات ہی سے اس علم کے ساتھ مستغنی ہے۔ تو یہہ انسانی عقل میں نہیں آتا۔ کہ اکیلی شے کیونکر مستغنی ہو سکتی ہے۔ اس وقت سے اگر آپ بچنا چاہتے ہیں تو مسئلہ تثلیث کو ضرور ہی مان لیں۔ زمانہ ازل سے ذات باری میں تین اقانیم ہیں۔ اور صرف بباعث تین ہونے کے ذات باری علم مذکورہ بالا کے ساتھ مستغنی ہے ورنہ انسانی عقل کے نزدیک اس کے مستغنی ہونے کا اور کوئی **وسیلہ** نہیں ؛

عزیز معزز و محتشم شوکت!!! ایک اور دلیل بھی ہم آپکی خاطر یہاں لکھتے ہیں۔ خدا کی صفات بہت سی مانی گئی ہیں۔ لیکن جتنی انسانی عقل میں آئی ہیں۔ چند ہی ہیں۔ یعنی علم محبت قہر رحم عدل قدرت لیکن جب بنظر غور دیکھتے ہیں۔ تو یہہ صفات دو رہ جاتی ہیں۔ یعنی علم اور محبت۔ خدا کا قہر اُسکی محبت کا ایک خاص قسم کا ظہور ہے۔ رحم اور عدل کی بھی یہی حالت ہے اور اُسکی قدرت بھی محبت ہی کی قدرت ہے ؛

اب علم دوسری شے کو نہیں چاہتا۔ کیونکہ مسئلہ امر ہے۔ کہ اپنا علم اپنی ذات کو پہچاننا سب سے **اعلیٰ علم** ہے۔ خدا کے علم کو کسی دوسری شے کی حاجت نہیں کہ اسکی معلوم ہے۔ لیکن محبت کا یہہ تقاضا ہے۔ کہ وہ دوسری شے کو چاہتی ہے۔ اپنی محبت خود غرضی ہے پس اگر مسئلہ تثلیث غلط ہے۔ تو خدا کا **محبوب** کہاں تھا ؛

اس کے جواب میں اگر آپ یہہ سوال کریں۔ کہ خدا کے قہر کا مقہور انسان و شیاطین کی پیدایش سے پہلے کہاں تھا۔ تو ہم یہہ جواب دینگے۔ کہ اسکا قہر تو اس کی محبت ہی کا ایک خاص ظہور ہے۔ وہ انسان کی طرح جنون کر کے کسی کو مارنے یا سزا دینے کے لئے نہیں دوڑتا۔ بلکہ اُسکی محبت چاہتی ہے کہ اگر انسان نرمی و رحم سے درست نہیں ہوتا تو سختی سے درست کیا جائے ؛

لیکن اگر آپ یہہ کہیں کہ ضرور نہیں کہ اگر کسی شخص میں کوئی طاقت ہو تو ضرور کوئی ایسی شے بھی اس کے پاس ہو جسپر وہ اس طاقت کو صرف کرے۔ تو ہم اس کا جواب یہہ دینگے۔ کہ کیا عقل میں آتا ہے کہ خدا جو زمانہ ازل سے بے ہستی کے عالم میں رہا۔ اور صرف جب سے اس نے دنیا کو خلق کیا۔ تب ہی سے اسکی مختلف طاقتیں اور صفات کام میں آنے لگیں۔ اب آپ براہ کرم عقل سے دریافت کریں کہ وہ کیا **جواب** دیتی ہے ؛

اچھا اب ایک اور دلیل بھی سن لیجئے۔ خدا غیر محدود ہے اور اسکی صفات اور طاقتیں بھی غیر محدود ہیں۔ دنیا محدود اور اُسکی طاقتیں اور قابلیتیں بھی محدود ہیں ؛

معزز شوکت!!! اب اگر کسی مدرسہ میں ایک بڑے عالم کو چھوٹے لڑکوں کو الف ب پڑھانے کے لئے بٹھا دیا جائے تو کہا جائیگا کہ اس عالم کی لیاقتیں بے استعمال پڑی ہیں۔ پس یہہ کیونکر عقل انسانی میں آتا ہے۔ کہ غیر محدود خدا کی غیر محدود صفات اور قوتیں سب اس محدود دنیا میں صرف ہو رہی ہیں۔ اور یہہ نہیں تو یہہ مانیں۔ کہ خدا کی صفات کا ایک بہت بڑا بلکہ غیر محدود حصہ سُست اور بیکار پڑا ہے۔ عقل انسانی کے واسطے یہہ جاننا ذرا دشوار ہے۔ اس سے یہہ مان لینا **آسان** تر ہے۔ کہ زمانہ ازل سے باپ کے ساتھ بیٹا موجود ہے۔ جسمیں باپ اپنی ماہیت کا **نقش** دیکھ رہا ہے۔ جسکو باپ کی بے انتہا صفات ملی ہیں اور جس سے باپ کی بے انتہا محبت کا تقاضا پورا ہو رہا ہے ہم پھر کہتے ہیں۔ کہ محض توحید کی نسبت توحید فی التثلیث کا ماننا اور عقل میں لانا آسان تر ہے ؛

عموماً اہل دنیا میں اور نہ صرف ادنیٰ درجہ کے لوگوں ہی میں بلکہ اوسط درجہ اور اعلےٰ درجہ کے لوگوں میں بھی ایک غلطی ایسی پھیلی ہوئی ہے کہ الامان الحفیظ۔ خصوصاً معزز شوکت اور انکے اور ہم مذہب و ہم مشرب صاحبوں میں یہہ غلطی بڑے زور سے مروج ہے۔ چنانچہ وہ غلطی یہہ ہے کہ عقل انسانی ہی کو عرفان ایزدی اور ایقان سرمدی کا معلم یا استاد اور حاکم خیال کر لیا ہے ؛

راقم الحروف اس مہلک غلطی کے رفع دفع کرنے کی کوشش اور سعی کرتا ہے۔ اور منصف مزاج اور متعصب بلکہ اہل اللہ ناظرین سے امید رکھتا ہے کہ رد اور رعایت کے بغیر اسمیں غور اور تامل فرما کر فیصلہ صادر فرمائینگے۔ اور اگر خاکسار کی اس نازک مسئلہ میں

خود غلط فہمی ہے تو آئندہ کے لئے **متنبہ** ہوگا۔

یہہ غلط فہمی یوں مُسلّم الثبوت کے درجہ پر پہنچی کہ بلاشک و شُبہ عقل انسانی ہی ایک ایسا عطیہ الٰہی اور نعمت غیر مترقبہ ہو۔ کہ جسکے ذریعہ سے سچے اور جھوٹے الہام کے جانچنے اور پہچاننے کی ایک بے عیب کسوٹی اور بے نقص معیار مل جاتی ہو۔ ویسا ہی انسان کو جو قُدرت قادرِ مطلق کی طرف سے آنکھہ بخشی گئی ہو ایک اعلےٰ درجہ کا انعام ہو۔ بھلا شوکت صاحب نوروں کے بانی کے بغیر یہہ انعام کون دے سکتا ہے؟

اصل میں یہہ آنکھہ فی نفسہٖ اور فی حد ذاتہٖ نور سے بے بہرہ اور بے نصیب ہو۔ استقراءً ہا ہزاروں مرتبہ کے صحیح مشاہدوں نے اس امر کو ایسا ثابت کردیا ہو کہ ہرگز ہرگز اُسمیں کلام کا مقام نہیں۔ دیکھو دیکھو اے ناظرین تم خود بھی دیکھو۔ کہ یہہ آنکھہ جسکو تم روشن اور بینا کہتے ہو۔ آفتاب جہان تاب کے طلوع ہونے کے بغیر کچھہ بھی کام دے سکتی ہو؟ ہرگز نہیں کبھی نہیں کیونکہ تاریکی میں جو آفتاب کے عدم طلوع کے وقت کا نام ہو۔ انسان کو خود اپنا ہی ہاتھہ نظر نہیں آیا کرتا۔

حاصل یہہ کہ آنکھہ موجودات مخلوق میں سے خدا کے دُنیوی کامل مظہر یعنی آفتاب کا صرف ایک آلہ اور اوزار ہے اسیطرح سے عقل انسانی گویا الہام ربانی کی پہچان کے لئے کسوٹی اور معیار ہو۔ مگر غور اور فکر کی عمیق نظر سے وہ آلہ اور اوزار سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی۔ علاوہ بر آن اگر عقل انسانی خدا کی اقدس ذات اور عدیم المثال صفات کے علم حاصل کرنے کے لئے کافی اور مکتفی ہے۔ تو الہام ربانی کا نزول عبث اور بیکام ٹھہرتا ہے۔ ہمارے اہل اسلام بھائیوں کے تصورات جو تصدیقات سے کالے کوسوں دُور ہیں حدّوں سے بڑھے ہوئے ہیں۔ کیونکہ عقل انسانی ہرگز ہرگز الہام ربانی کی حاکم نہیں۔ بلکہ آلہ اور اوزار ہے۔ اس آلہ اور اوزار کو کلام الٰہی کے مسائل کو غلط ثابت کرنے کیواسطے اسکی مقرری اور محدود حدوں سے بڑھا دینا میرے عزیز مُعزز شوکت!!! آپ ہی انصاف اور دیانت داری سے فرمائیں۔ کہ کن لوگوں کا کام ہو؟ آپ ہی خود فرمائیں ہم کچھہ نہیں کہتے۔

ہمکو اس عاجزانہ عرض کے گذارش کرنے کی بھی اجازت ہونی چاہئے۔ کہ بات ہے تو یہہ ہو۔ کہ دُنیوی اور پیٹ روٹی کمانے کے علوم کیسا ہی انسان کو گویا افلاطون اور ارسطاطالیس کی اولاد میں سے بنادیں تو بھی وہ اُسکو **بھول بھلیان** میں گم گشتہ راہ کردیتے ہیں۔ پھر اُن سے نکلنا سخت مشکل اور کبھی کبھی ناممکن ہوجاتا ہو۔ حضرت دہلی کے لال قلعہ کی بھول بھلیاں کو ذرا دیکھو اور اُن سے سابقہ بھی پڑے تو ہماری عرض کی تصدیق ہوسکتی ہو۔ یہہ ظاہری بھول بھلیاں ہیں اور یہہ کہ باطنی بھول بھلیاں سخت تر از سخت بلا ہیں۔ اہل اللہ ناظرین! دینی علوم کا نتیجہ بھی اسی کے قریب قریب ہوتا ہو جو دنیوی اور پیٹ روٹی کمانے کے علوم کا نتیجہ عرض کیا گیا ہو۔ یعنی صرف دینی علوم میں تبحر طوطے اور مینا کی طرح حاصل کرکے ڈی۔ ڈی (یعنی ڈاکٹر آف ڈوینٹی یعنی حکیم الٰہی) اور پی ایچ۔ ڈی (یعنی ڈاکٹر آف فلاسفی یعنی حکیم فلسفہ) کے درجہ کی دستار فضیلت سر پر باندھکر پیہا اور وہ کہلانا کوئی کٹھن گھاٹی نہیں۔ بلکہ دنیوی اور دینی علوم کے ساتھہ روحانیت اور خدا کی فرزندیت کا درجہ (انجیل جلیل کی اصطلاح کے بموجب مُقدس انسان) حاصل کرکے جناب باری تقدس و تعالےٰ کی ذات اور صفات میں محویت اور استغراق کا رتبہ مُیسّر ہونا انسان کا اصلی مقصود اور اسکی تجسس کی گویا آخری منزل ہے۔ یوں تو مُعلّم الملکوت اور اُسکی ذریت بھی واجب الوجود کے وجود باجود اور اُسکی پاک ہستی کی قائل ہے۔ یعقوب ۲: ۱۹ لیکن باوجود ایسے اقرار اور قائل ہونے کے جو پھل اور ثمر اسکو علاوہ ایسا اظہر اور اشہر ہے۔ کہ آدم اوّل اور نیز آدم ثانی کا بچہ بچہ جانتا ہو۔

المختصر صرف عقل انسانی ہی کو سب کچھہ یعنی ہادئ منازل خداشناسی اور مرشد مراحل خدادانی خیال کرلینا یہہ ایسی غلط فہمی ہے۔ کہ اگر اسکی صحت نہ کیجائے تو شاہزادہ محمد داراشکوہ کی رائے زرّین کے مطابق **وصال** کی غیر فانی دولت سے ابدی محرومی اور بے نصیبی ہے۔

باقی چوتھی نمبر میں

راقم ثالث بالخیر

کرسچن اینڈیور

اگست ۸۔ ہمارا پہلا فرض استثنا ۴: ۱ و ۲ و ۶
" ۹۔ ہمارا سارا فرض واعظ ۱۲: ۱۱۔۱۴
" ۱۰۔ دلیری کی ضرورت یشوع ۲۳: ۱۔۹
" ۱۱۔ فرض پورا کرنے والے مبارک ہیں زبور ۱۰۶: ۱۔۳
" ۱۲۔ فرض کے پورا کرنے میں عقلمندی پائی جاتی ہو زبور ۱۱۱: ۱۔۱۰
" ۱۳۔ مسیح کی فرمانبرداری فلپیوں ۲: ۱۔۸
" ۱۴۔ اتوار اپنی خواہشوں کو مارکر خدا کی فرمانبرداری کرنا پیدایش ۲۲: ۱۔۸

جن گناہوں کیطرف کوئی شخص مایل نہیں ہوتا ان کے چھوڑنے کو اکثر تیار ہوتا ہو۔ اور جو حکم آسان معلوم ہوتے ہیں انکی تعمیل کرنے سے کوئی دریغ نہیں کرتا لیکن ہمیں خدا کے سب حکموں کو یکسان سمجھنا چاہئے بلکہ اُنکی طرف زیادہ توجہ کرنی لازم ہے جو ہمیں سخت معلوم ہوتے ہیں۔

اس مجلس کے لئے تم دو فہرستیں تیار کرو۔ پہلی ان شخصوں کی کہ جنکا کلام اللہ میں ذکر ہے کہ

انہوں نے اپنی خواہشوں کو مار کر خدا کی فرمانبرداری کی - یعنی اس صورت میں کہ حکم عدولی آسان تھی اور فرمانبرداری دشوار تھی + اور دوسری فہرست اُن حکموں کی جو انجیل میں درج ہیں - اور جنکو ہم مانتے نہیں - کئی ایسے حکم ہیں - جنکی بابت غور نہ کرنے کی وجہ سے ہمارا یہہ خیال ہے کہ انکو ہم مانتے چلے آئے ہیں - حالانکہ اکثر و نکو توڑتے رہے فرمانبرداری کرنا قربانی چڑھانے سے بہتر ہے - ۱- سموئیل ۵-۲۲ +

کلام اللہ میں فرمانبرداری کے بارے میں کیا لکھا ہے - دیکھو پیدائش ۲۲: ۱۸ خروج ۲۳: ۲۲ استثنا ۱۱: ۲۶ و ۲۷ اعمال ۵: ۲۹: ۱ سموئیل ۲۸: ۱۸: یسعیاہ ۴۸: ۱۸: ۱ پطرس ۱: ۲۲: +

مندرجہ ذیل آیتوں پر دعا مانگ کر غور کرو اعمال ۵: ۳۲ ۲ تھسلنیکیوں ۱: ۸ +

خط و کتابت پادری ٹی گرہم بیلی وزیرآباد سے کرنی چاہئے +

ہائی کورٹ بمبئی میں ایک مسمی کیشوجی اسور نے جی - آئی - پی ریلوے پر اس بات کی نالش کی تھی کہ وہ ریلوے ہذا میں سفر کرتے تھے جبکہ بوجہ ایک حادثہ کے اِن کو بہت چوٹ پہنچی تھی اُس سے وہ کچھ عرصہ تک بیکار رہے - ہائی کورٹ میں کئی ماہ سے یہہ مقدمہ چلتا تھا - حکام ریلوے کہتے تھے کہ یہہ نقصان حکام ریلوے کی غفلت سے نہیں بلکہ خود مستغیث کی بے احتیاطی سے پیش آیا تھا - لیکن عدالت العالیہ نے طرفین کی دلائل پر غور کر کے بحق مستغیث فیصلہ دیا - اس کو ۱۴ ہزار روپیہ نقد اور جو خرچہ اس مقدمہ کی پیروی میں اٹھانا پڑا ہے وہ بھی ریلوے مذکور سے دلایا گیا ہے یہہ نظیر آئندہ کو بہت کارآمد ہوگی - مدراس میں بھی ایک ایسا ہی مقدمہ ہو چکا ہے وہاں مستغیث کو بیس ہزار روپیہ ریلوے سے دلوایا گیا تھا +

واقعات و کوائف

جاپان میں طلاق کی رسم

ایک جاپانی رسالہ میں جو فرانسیسی اور جاپانی زبان میں شائع ہوا ہے جاپانیوں کی شادی بیاہ کے متعلق عجیب و غریب باتیں بیان ہوئیں ہیں - جاپان میں ۱۹۱۵ء میں دو لاکھ ستانوے ہزار چار سو اٹھائیس شادیاں ہوئی تھیں اور جن مردوں کی شادیاں ہوئی ہیں انکی عمر یورپین اور امریکہ والوں کے برابر تھی - اسمیں سے صرف پانچ آدمیوں کی شادی تیرہ برس کی عمر میں اور ایک سو ساٹھ آدمیوں کی شادی سولہ برس کی عمر میں ہوئی تھی - اور پانچ ہزار چار سو آدمیوں کی شادی ۱۶ سے اٹھارہ برس کی عمر میں ہوئی اور چھبیس ہزار سے زیادہ آدمیوں کی شادی چونتیس برس کی عمر میں ہوئی اور ہزار سے کم آدمیوں کی شادی اڑتالیس اور انچاس برس کی عمر میں ہوئی - لڑکیوں کے معاملہ میں صرف اٹھاون لڑکیوں کی شادیاں چودہ برس کی عمر میں ہوئیں اور بہت سی شادیاں بیس اکیس سال کی عمر میں ہوئیں صرف نو سو عورتوں کی شادیاں چالیس و اکتالیس سال کی عمر میں ہوئیں جاپانی عورتیں بھی مشرقی عورتوں کی طرح بہت ہوشیار ہوتی ہیں - اور تیس برس تک شادی نہیں کرتی ہیں اور چند عورتوں نے اسّی سال سے زیادہ عمر میں شادی کی ہے - شادی کرنے والی عورتوں میں دو لاکھ سینتالیس ہزار کنواریاں اور تقریباً آٹھ ہزار چھ سو بیوہ ہیں تینتیس ہزار پانسو عورتیں مطلقہ ہیں - جاپان میں طلاق کا طریقہ جاری ہے بیان ہوا ہے کہ اس سال تین لاکھ سے کم شادیوں کی رپورٹ ہوئی ہے اور چھیاسٹھ ہزار مطلقہ عورتیں ہیں - جاپان میں طلاق دینا آسان ہے حکیم کنفوشس نے طلاق کے لئے سات الزام قائم کئے ہیں ان میں ایک عورت کی بسیار گوئی بھی ہے اور یہی قانون متفق اہل کا بھی ہے جب کسی جاپانی عورت کو طلاق دیجاتی ہے تو وہ خاموشی کے ساتھ شوہر کو دعائے خیر دیکر اس کے گھر سے چلی جاتی ہے + (از ہندوستانی)

ہوشیار چیونٹیاں

ڈاکٹر فلیگ صاحب اپنی چشم دید چیونٹیوں کی ایک دلچسپ کہانی بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ بھنے ہوئے گوشت کی ایک رکابی الماری میں رکھی ہوئی تھی اور رکابی کے ارد گرد شہد ڈالا ہوا تھا - (گویا شہد کا سرکل یعنی دائرہ بنا یا ہوا) چیونٹیوں نے بھی اس رکابی کو دیکھا اور چاہا کہ آج اس رکابی سے ہی حاضری کھائیں - پہلے تو انہوں نے دائرہ پر چلنا شروع کیا اور دو چار ساتھیوں کو ایسی جگہوں پر مقرر کر دی گئیں جو دائرہ شہد کی نسبت کہیں کم چوڑی تھیں - آخر ش انہوں نے سب سے تنگ جگہ پسند کی اور کسی دیوار کے سوراخ میں جا کر باقی چیونٹیوں کو حکم دیا کہ سب کی سب چونے کے ذرے اپنے اپنے ساتھ لیکر ہمارے ہمراہ آویں - چنانچہ انہوں نے اس چونے کی مدد سے رکابی کے گوشت تک پہنچنے کی کافی جگہ بنالی اور اس وقت سے جبکہ ڈاکٹر فلیگ صاحب نے ان کو اول ہی اول یہہ حرکت کرتے دیکھا تھا تین گھنٹے بعد کیا دیکھتے ہیں کہ چیونٹیاں عین موقعہ پر پہنچی ہوئی ہیں اور گوشت اڑا رہی ہیں - جیسے کہ انہیں کی حاضری کیواسطے رکھا تھا +

سمندر کے ہر ایک مربع میل میں قریباً بارہ کروڑ زندہ مخلوق پائے جاتے ہیں +

کاغذ کے دروازے عموماً فرانس میں استعمال کئے جاتے ہیں - جو ظاہرا بالکل لکڑی کی مانند معلوم ہوتے ہیں +

نئی اور دلچسپ کتابیں

مطبوعہ کرسچن لٹریچر سوسائٹی

ویدوں کی دیوتا پرستی	۲۰ صفحہ	۳ پائی
وشنو کے دس اوتار	۱۲۸ صفحہ	۲/
تیرتھ	۲۴ "	۶ پائی
ویدوں کی قربانیاں اور چڑھاوے	۲۰ صفحہ	۳ "
ویدوں کی ازلیت و ماہیت ...	۱۶ "	۳ "
تاریخ طاعون	۴۲ "	۶ "
جھوٹی و سچی خیرات	۱۶ "	۳ "
انگریزوں کے خانگی حالات باتصویر	۱۴۰ "	۲/
انگلستان کی مختصر تاریخ - باتصویر	۹۴ "	۱/
جاپان باتصویر ...	۹۲ "	۲/۶ پائی
سیر ہندوستان باتصویر	۱۵۲ "	۶/
شریف بیبیاں "	۸۸ "	۲/۶ پائی
زمینوں کا آبائی وطن ...	۵۰ "	۱/
مسیحی مذہب کے ابتدائی حالات	۱۳۴ "	۲/
صفائی کی ضرورت	۱۶ "	۳ پائی
آئندہ زندگی کیا آواگون یا ابدی زندگی ہے -	۶۶ "	۱/
بچوں کی پرورش	۱۶ "	۲ پائی
مہارانی وکٹوریا - رنگین تصاویر	۲۰ "	۲/
قدیم رومیوں کا تذکرہ باتصویر	۱۰۸ "	۱/
پرستش حیوانات ...	۱۶ "	۳ پائی
حکایات - باتصویر بچوں کے لئے	۹۴ "	۱/
کشف الحقائق مسیحی دین کے عقلی ثبوت	۲۹۱ "	۸/
مسیح کی تعلیم	۲۱۹ "	۴/

معذرت نامہ سقراط جس میں حکیم سقراط اور فلسفہ یونان کا حال بھی درج ہے ... ۸/

رحمتہ الکبریٰ کی اثنشردگی - قیصر نیرو کے زمانے یعنی پہلی صدی مسیحی کا ایک تاریخی ناول - ۲۱۸ صفحہ ۶/

طیطس یعنے رفیق صلیب ایک قصہ کے پیرائے میں خداوند مسیح کی زندگی اور موت کے حالات .. ۲۰۰ صفحہ ۶/

یوویاس انگاستی - چوتھی صدی مسیحی کا قصہ ... ۶/

سورج چاند ستارے - علم ہیئت کا رسالہ باتصویر ۸/

الیڈا اور اڈسے کا قصہ معہ تذکرہ ہومر ملک الشعرائے یونان و یونانیوں کا علم الاصنام ۴/

درخواستیں اسسٹنٹ سکرٹری پنجاب ریلجیس بک سوسائٹی لاہور کے نام آنی چاہئیں ؛

رسید زر

حکیم ناصرالدین بنگلور -	عہ
مسٹر جے - جی گلبرٹس صاحب لاہور	۱۲/
مس رتیع صاحبہ المورا -	۴/
پادری سی - ای - ڈبلیو پورپ سہارنپور -	۶/
پادری - الیف - اشکرافٹ نصیرآباد -	۸/
مس میرین ایمبلٹن -	۸/
مسٹر کالیداس بروچ -	۱۲/
مسٹر نذرالدین ڈیرہ دون	۸/
مس ایم - ای - لال فیروزآباد	۸/

اشتہار

یتیم خانہ نصیرآباد راجپوتانہ میں لڑکیوں کو عورتوں اور بچوں کے کرتہ پاجامہ وغیرہ سینا سکھلانے کے لئے ایک نیک چال چلن دیسی کرسچن عورت کی ضرورت ہے درخواستیں معہ نقول سندات پتہ ذیل پر جلدی بھیجنی چاہئیں ؛ المشتہر لیڈی سپرنٹنڈنٹ مشن ہاوس نصیرآباد راجپوتانہ ؛

ضرورت

ڈسکہ کرسچن ٹریننگ سکول کیواسطے ایک عیسائی ہیڈماسٹر کی ضرورت ہے - درخواست کنندہ جونیر یا سینیر اینگلو ورنیکلر سرٹیفکیٹ حاصل کردہ ہو تنخواہ ماہوار مبلغ للعہ سے للعہ تک حسب لیاقت و تجربہ دیجائیگی - درخواستیں پتہ ذیل پر آنی چاہئیں المشتہر پادری - ڈبلیو سکاٹ - ڈونگا گلی مری ہلز

پریسبٹیرین بیواؤں و یتیموں کا فنڈ

اطلاع دیجاتی ہے

کہ پریسبیٹرین بیواؤں و یتیموں کے فنڈ کی حالت نہایت عمدہ و ترقی پذیر ہو - تجربہ کار صاحبان کی طرف سے حسابات پر حکمتانہ شہادت ہو ستادن برس کے اندر اس فنڈ نے قریباً ستر ہزار روپیہ خرچ کرکے پنشن دیدیا ہی اور اسوقت سرکاری نوٹ کے ذریعہ سے قریباً بیالیس ہزار روپیہ بطور پونجی رکھا ہوا ہی کوئی اور پنشن فنڈ ایسے سستے طور سے بیمہ نہیں دیتا اس میں ہند کا ہر ایک مسیحی اپنی بیوی بچوں کیلئے پنشن کی تجویز کرسکتا ہی جس کسی کو چاہئے منیجنگ ڈائرکٹر خوشی سے اس فنڈ کی بابت پوری خبر دینگے ؛

درخواست کیجاتی ہی کہ جو اس فنڈ میں شریک ہیں ان دوستوں کے نام اور پتہ جنکو وہ اس فنڈ میں شریک کرنا چاہتے ہیں ڈائرکٹر صاحب کے پاس بھیجیں ؛

المشتہر پادری والٹر جے - کلارک منیجنگ ڈائرکٹر سہارنپور

دستور العمل نورافشان

قیمت سالانہ اہل شہر سے اخبار بغیر ضمیمہ عہ معہ ضمیمہ ۱۱/

قیمت سالانہ معہ محصولڈاک " ۱۸/ " ۱۸/

قیمت ہر حالت میں پیشگی لیجائیگی ؛

شرح اجرت اشتہارات

تعداد اشتہارات	سہ ماہی	ششماہی	سال تمام
چوتھائی کالم	۸/	ے	عہ
نصف کالم	ے	عہ	للعہ
پورا کالم	عہ	للعہ	للعہ
پورا صفحہ	سعہ	صہ	لصہ

ایک دفعہ کے لئے فی سطر کالم ۲/ لیکن ایک روپیہ سے کم کسی اشتہار کے لئے نہ لیا جائیگا ؛

نوٹ

نامہ نگار اپنی اپنی تحریروں کے آپ ذمہ دار ہیں

سنڈے سکول سبق

قیمت سالانہ پچاس پرچہ مصور سنڈے سکول بلا محصول " " " " معہ محصول عہ

قیمت سالانہ آٹھ کاپی سبق سنڈے سکول عہ

پادری اِس - ایم - دیری صاحب ڈی - ڈی - اڈیٹر و منیجر نورافشان کیواسطے مشن پریس لودیانہ میں ایم داکلی کے اہتمام سے چھپا